Great Expectations
Charles Dickens

گریٹ ایکسپیکٹیشن

چارلس ڈکنز

www.server555.com
www.SyedIrfanAli.com

دنیا کی بہترین کتب کے تراجم آڈیو اور ٹیکسٹ ڈاؤن لوڈ کریں

اس کتاب کی آڈیو بک ڈائون لوڈ کریں

www.server555.com
www.SyedIrfanAli.com

تمام کتب کے اردو تراجم سید عرفان علی کے قلم سے

The Medieval Period 455 CE-1485 CE		
450-1066 A.D.	Old English (O.E) or Anglo-Saxon Period	Beowulf
1066-1500 A.D.	Middle English Period	Piers Plowman
1392 The Canterbury Tales Geoffrey Chaucer		
1350-1400 A.D.	The Age of Chaucer	The Canterbury Tales
The Renaissance / Reformation 1485-1660		
1485-1558	Early Tudor Period	Martin Luther, Edmund Spenser
1558-1603 A.D.	The Elizabethan Age	Early works of Shakespeare, Marlowe, Kyd, and Sidney.
1603-1625 A.D.	The Jacobean Age	Shakespeare's later work include Aemilia Lanyer, Ben Jonson, and John Donne.
1625-1649 A.D.	The Caroline Age	John Milton, George Herbert, Robert Herrick, the "Sons of Ben" and others wrote during the reign of Charles I and his Cavaliers.
1667 Paradise Lost John Milton		
1649-1660 A.D.	The Commonwealth Age/ Puritan Age / Age of Milton	Under Cromwell's Puritan dictatorship, John Milton continued

		to write, but we also find writers like Andrew Marvell and Sir Thomas Browne.
The Enlightenment / Neo-classical Period 1660-1785 A.D.		
1660-1700 A.D.	The Restoration Period or The Age of Dryden	John Dryden, John Locke, Sir William Temple, and Samuel Pepys, and Aphra Behn
Alexander Pope The Rape of the Lock 1712		
1726 Gulliver's Travels Dr. Jonathan Swift		
1700-1750 A.D.	The Augustan Age / Classic Age / Age of Pope	Addison, Steele, Swift, and Alexander Pope
1750-1790	The Age of Johnson	Dr. Samuel Johnson, Boswell, and Edward Gibbon who represent the Neoclassical tendencies, while writers like Robert Burns, Thomas Gray, Cowper, and Crabbe show movement away from the Neoclassical ideal.
1745-1783 A.D.	The Age of Sensibility	
1740-1800 A.D.	The Age of Transition	
1820 Prometheus Unbound Lyrical drama by Percy Bysshe Shelle		
1785-1830 A.D. or 1800-1850 A.D.	The Romantic Period	Coleridge, Blake, Keats, and Shelley
1811 - 1820	Regency era	Jane Austen, Sir Walter Scott, Susan Ferrier, and Maria Edgeworth

1790-1890	Gothic writings	Radcliffe, "Monk" Lewis, and Victorians like Bram Stoker in Britain. In America, Gothic writers include Poe and Hawthorne.
1832-1901 A.D.	The Victorian Period	George Eliot, Elizabeth Browning, Alfred Lord Tennyson, Matthew Arnold, Robert Browning, Charles Dickens, and the Brontë sisters.
1860 **چارلس ڈکنز گریٹ ایس پیک ٹیشنز**		

چارلس ڈکنز

تمام عظیم ناولز

اردو آڈیو اور ٹیکسٹ

بنتی بکھرتی امیدیں

میں اپنی امی ابو اور پانچ چھوٹے بھائیوں سے ملنے آیا۔ چرچ کے قبرستان میں جہاں وہ سب دفن تھے۔

وہاں کا ماحول خوفناک تھا۔

آسمان کے بادلوں کی وجہ سے اندھیرا۔ چرچ کے پیچھے موجود سیاہ رنگ کا دور تک پھیلا ہوا دلدلی علاقہ۔

مکمل خاموشی۔

میرے امی ابو اور ان کے گرد پانچ چھوٹی چھوٹی میرے بھائیوں کی قبریں۔

دل خوفزدہ ہوا اور میں رونے لگا۔

اسی وقت قبروں کے درمیان سے ایک شخص نے مجھے سختی سے پکڑ لیا۔

چھوٹے شیطان اپنی آواز بند کرو ورنہ اپنا گلا کٹوا لو گے مجھ سے۔

اس شخص کی حالت بہت خراب تھی۔ پھٹے پرانے کپڑے جن پر کیچڑ لگی تھی۔ دہشت زدہ کرنے والی آنکھیں کانپتا ہوا جسم چہرے پر سختی۔ میں گلا کٹنے کے خوف سے ڈر کر بولا مجھے چھوڑ دیں مجھے نہ ماریں۔

تیرا نام کیا ہے۔

جناب میں پپ ہوں۔

اس نے مجھے پکڑ کر الٹا کیا اور جیبوں میں ہاتھ ڈالا جہاں سے صرف ڈبل روٹی کا ایک ٹکڑا ملا جو اس نے بے صبری سے کھا لیا۔

مجھ سے ڈرکتے۔ میں سوچ رہا ہوں تیرے گال جو موٹے تازے ہیں انہیں کھا جاؤں۔ میں نے اس قبر کے پتھر کو جہاں بیٹھا تھا سختی سے پکڑ لیا تاکہ وہ آدمی میرے گال نہ کھا سکے اور اس آدمی سے کہا کہ مجھے چھوڑ دے۔

ماں کدھر ہے تیری۔

وہاں میں نے قبر کی طرف اشارہ کیا۔

اوہو۔ تمھارے ابو بھی مر چکے ہیں شاید۔ میں نے غم اور پریشانی میں جواب دیا۔ ہاں۔

اس نے دل میں ہمدردی محسوس کی اور بولا میرے دل میں ابھی خیال آیا ہے کہ ہم دونوں ایک ساتھ رہ سکتے ہیں۔

خیر تم کس کے ساتھ رہتے ہو۔

اپنی بہن کے ساتھ۔ وہ جو کی بیوی ہیں۔ وہ لوہار ہے۔

ہے۔ بس کل صبح یہ چیزیں مجھے ملنی چاہئیں۔ میرے پاس طاقت ہے کہ تمہارا دل اور جگر نکال لوں۔ انہیں پکا کر کر کھا جاؤں۔ ایک شخص جو ہماری باتیں سن رہا ہے اسے ہر چیز کا علم بھی ہو جاتا ہے اور تمہارا دل اور جگر بھی اس کے قابو میں ہے۔ تم کمرے کو بند کر لو گے تو وہ پھر بھی تم تک پہنچ جائے گا اور دل اور جگر نکال لے گا۔

مگر میں نے اسے ایسا کرنے سے منع کیا ہوا ہے۔ بتاؤ کیا تم میرا حکم مانو گے۔

ہاں ہاں جناب بالکل لوہا کاٹنے کا سامان بھی اور کھانا بھی۔ کل صبح میں یہاں دوبارہ موجود ہوں گا۔ میں خوفزدہ تھا اور چاہتا تھا کہ وہ شخص خوش ہو کر مجھے چھوڑ دے۔ اس نے سردی سے بچنے کے لئے ہاتھ جسم کے گرد جمائے اور قبروں کے درمیان غائب ہو گیا۔

ماحول بے حد خوفناک تھا تو میں گھر کی جانب بھاگا جہاں ایک اور پریشانی میری منتظر تھی۔ پیارا جو میرا انتظار کر رہا تھا۔

اچھے پپ تمہاری بہن بہت غصے میں ہے بہت مرتبہ تمہارا پوچھا پھر غصہ بڑھا تو تمہیں ڈھونڈنے باہر چلی گئی۔

جو اور مجھ میں بہت قریبی تعلق تھا۔ گہری محبت وہ بہت خوبصورت تھا صحت مند سفید چہرے پر نیلی آنکھیں خوبصورت بال بہت خوش مزاج طاقتور مگر بیوقوف۔ عمر بھی زیادہ نہ تھی جبکہ میری بہن مسز جو مجھ سے بیس سال بڑی تھیں بال اور آنکھیں تو کالی تھیں مگر منہ بہت ہی زیادہ سرخ۔ لمبا قد چڑچڑی اور سخت مزاج۔ ہر وقت ایک ایپرن ان کے ساتھ موجود ہوتا۔ نہ جانے کیوں اسے اتنا پسند کرتیں۔ انہوں نے مشہور کر رکھا تھا کہ وہ میری بہترین پرورش کر رہی ہیں۔ جب کہ مجھے لگتا کہ وہ جو اور میری دونوں کی پرورش کر رہی ہیں کیونکہ میرے ساتھ جو کی بھی شامت آتی تھی۔ جو نے مجھے دروازے کے پیچھے چھپنے کے لئے کہا مگر مسز جو مجھے دیکھ چکی تھیں۔

بندر کے بچے میرا خون کھول رہا ہے کہاں تھے تم۔ جلدی بتا دو ورنہ میں کسی کی پرواہ نہیں کروں گی نہ تمہاری نہ جو کی۔ سب کے مزاج ٹھیک کر دوں گی۔

مجھے مار پڑ رہی تھی مگر جو مجھے بچاتا رہا اور وہ تھک ہار کر بیٹھ گئیں۔ جو اگرچہ بہت صحت مند تھا مگر اپنی بیوی سے وہ بھی خوفزدہ رہتا۔ شادی میں شاید مرضی بھی میری بہن کی تھی۔ جو جیسا خوش مزاج کیسے ایسی تیز مزاج عورت سے محبت کی شادی کر سکتا تھا۔

مسز جو نے میز پر کھانا لگایا تو مجھے اس شخص کا خیال آ گیا۔ میں نے تو اس کے لئے کھانا اور اس کے پیر کی زنجیر کاٹنے کا سامان بھی حاصل کرنا تھا۔ اپنے حصے کا کھانا بہت بھوک ہونے کے باوجود چھپا لیا۔ توپ چلنے کی آواز آئی۔

یہ کیا تھا میں بولا۔ جب قیدی بھاگ جاتے ہیں تو ان کے فرار کی اطلاع دی جاتی ہے توپ چلاؔ کر۔ کل بھی ایسا ہی ہوا تھا آج بھی کوئی

کئے جاتے ہیں کیونکہ وہ برے کام کرتے ہیں۔ ان سے قتل ہوتے ہیں چوریاں بھی وہ کرتے ہیں۔ اگر میں جواب نہ دیتی تو لوگ باتیں بناتے کہ بہن نے علم میں اضافہ نہیں کیا۔ اب بہت ہو چکی جاؤ اور سو جاؤ۔

میں اندھیرے میں اپنے کمرے تک تو پہنچ گیا مگر مسز جو کے خوفناک الفاظ میرے ذہن میں گونج رہے تھے۔ شدید خوف میں لگتا تھا کہ میں مجرم ہوں۔ مسز جو کی چیزیں میں نے چوری کی ہیں اور اب مجھے بھی قیدیوں کے جہاز میں پہنچا دیا جائے گا۔ میرا بستر تھا اندھیرا تھا اور اس شخص کا خوف جو میرا دل اور جگر نکال کر کھانے کی طاقت رکھتا تھا۔ اگر میں چوری کر کے اسے چیزیں نہ پہنچاتا تو میری بہن بھی مجھے اس سے نہ بچا سکتی تھی۔ بچپن کے اس ڈر اور خوف کو محسوس کرنا مشکل ہے جو میرے اوپر گزر رہا تھا۔ تمام رات پریشانی میں کروٹیں بدلتا رہا کیونکہ میں بہت بڑا گناہ کر چکا تھا۔ نیند آتی تو محسوس کرتا کہ دلدلی علاقے میں ہوں اور ایک سمندری لٹیرا چیخ رہا ہے۔ موت اگر اس آواز سے نجات دلا سکتی تو میں مرنے کے لئے بھی تیار تھا۔ صبح کھانے کا سامان چرانے باورچی خانے گیا جہاں ایک خرگوش لٹکا نظر آیا۔ جسے پکایا جانا تھا۔ لگتا تھا یہ ابھی مجھ پر حملہ کر کے شور مچائے گا کہ پپ چور ہے اسے پکڑو۔ کھانے کی چیزیں لیں تھوڑی شراب اور گوشت بھی اٹھا لیا۔ لوہا کاٹنے کا سامان بھی مل گیا۔ گھر سے باہر دلدل کی طرف بھاگا مگر دھند اتنی زیادہ تھی کہ کچھ

نظر نہ آتا تھا۔ میں بھاگتا تو لگتا کوئی میرے پیچھے بھاگ رہا ہے۔ میں مجرم تھا اور مجرم کا پیچھا کیا جا رہا تھا۔ ہر طرف سے آوازیں آتی محسوس ہوتیں پپ چور ہے۔ مجرم کے لیے کھانا چرایا ہے اس نے۔ میں ڈر کر کانپ رہا تھا۔ میرے منہ سے نکلا میں بے بس ہوں

مجھے تو نہ لگی مگر وہ خود گرنے لگا۔ پھر دھند میں غائب ہو گیا۔ کون تھا یہ۔ حالات اتنے خراب تھے کہ میں جسم کے کسی حصے میں تکلیف محسوس کر رہا تھا۔ کہاں شاید جگر ہو گا۔ جلد ہی مجھے اصلی شخص مل گیا۔ سردی سے اس کی حالت بے حد خراب تھی اور بیہوش ہونے کے قریب لگ رہا تھا۔ میں نے تمام چیزیں جلدی جلدی اس کے سامنے رکھ دیں۔ اس نے ایسے کھانا شروع کیا جیسے مدتوں کا بھوکا ہو۔ اب اسکا انداز محبت کا تھا۔ بچے تم نے ایک ایسے انسان کی مدد کی ہے جو مرنے والا تھا اور جس کی خواہش تھی کہ پہاڑی سے کود کر خودکشی کر لے۔ سید عرفان علی ڈوٹ کوم

وہ رو رہا تھا۔ میں سوچ رہا تھا کہ یہ شخص تو بالکل کتوں کی طرح کھا رہا ہے تیزی سے بغیر چبائے۔ معصومیت سے میں نے پوچھا آپ اپنے دوست کے لئے کچھ نہیں بچائیں گے۔ ابھی وہ مجھے وہاں ملا تھا میں سمجھا آپ ہیں۔ اسے جگایا تو وہ بھاگ گیا۔

وہ شخص غصے میں آ گیا پھر مجھے پکڑ کر بولا کہاں دیکھا تھا کون تھا وہ۔

بالکل آپ کی طرح کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ رات کو توپیں بھی چل رہی تھیں۔ کیا آپ کو آوازیں نہیں آئیں۔

وہ بولا بھوکے پیاسے سردی سے پریشان حال شخص کو توپیں کہاں سنائی دیتی ہیں۔ بلکہ مجھے تو تمام رات وہ سپاہی نظر آتے رہے جو مجھے پکڑنا چاہتے تھے۔ مگر وہ صرف میرا وہم تھے میں ان سے ڈرتا نہیں۔ ہاں وہ آدمی کہاں دیکھا تھا میں نے اسے پکڑنا ہے۔ میں اسے شکاری کتے کی طرح پکڑ لوں گا مگر پہلے زنجیر سے نجات حاصل کرنی ہے۔ وہ تیزی سے زنجیر کاٹنے لگا اور میں اس سے خوفزدہ ہو کر دوبارہ گھر کی طرف بھاگا۔ سوچ رہا تھا کہ گھر میں مجھے گرفتار کر لیا جائے گا مگر وہاں تو جو اور مسز جو کرسمس کی وجہ سے مصروف تھے۔ اچھے کھانے تیار کیے گئے تھے۔ میری چوری کا کسی کو علم نہ ہوا۔ آج گھر میں مہمانوں کی بھی دعوت تھی۔

مسٹر واپسل آئے۔ بہت لمبی ناک۔ سر بالکل گنجا چمکتا ہوا۔ انہیں اندازہ تھا کہ ان کی آواز سریلی ہے مگر دوست کہتے تھے کہ سر عقل سے خالی ہے۔ دعا کے آخر میں باآواز بلند آمین بہت زور سے کہہ کر خود ہی سب کی طرف دیکھنے لگتے۔ ایسے جیسے پوچھ رہے ہوں میرا انداز اچھا تھا یا نہیں۔ مسٹر اینڈ مسز ہبل آئے اور آخر میں مسٹر پمبل چک۔ سب کے لئے میں نے دروازہ کھولنا تھا مگر یہ یاد تھا کہ

کی بہت بہت مبارکباد۔ مسز جو کہیں گی انکل پمبل چک آپ کا بے حد شکریہ۔ وہ جواب دیں گے مسز جو آپ میں خوبیاں ہی خوبیاں ہیں۔ مسٹر ہبل بوڑھے نظر آتے۔ اونچے کندھے منہ بہت ہی بڑا جیسے ملک کا کوئی حصہ ہو جہاں بہت سی چیزیں آباد ہوں۔ ان کی بیگم نیلی آنکھوں والی مسز ہبل کا قد بھی چھوٹا تھا اور عمر میں بھی شوہر سے بہت کم۔ اتنے اعلیٰ لوگ موجود تھے مگر میرا ذہن پھر بھی اپنے گناہ پر شرمندہ تھا۔ دل میں شدید خوف۔

میری بہن جو مجھے گھر میں بن بلایا مہمان تصور کرتی اور ایسا رویہ جیسے کوئی ملکہ کسی دشمن کے ساتھ کرتی ہے۔ میرا ہر کام تنقید کی صورت میں دیکھا جاتا مگر آج ان کا رویہ قدرے بہتر تھا۔ میں نے انہیں کبھی اچھے کپڑوں میں اور جو کو خراب کپڑوں میں نہ دیکھا۔ کھانے کی میز پر شاندار کھانے تھے مگر مہمانوں کی گفتگو اور ذہن میں موجود سوچیں مجھے پریشان کر رہی تھیں۔ مسٹر واپسل اتنے بڑے نوالے تیزی سے حلق میں اتار رہے تھے کہ میں حیران ہو کر انہیں دیکھ رہا تھا۔ میرے لئے کہا گیا کہ میں بڑوں کی عزت نہیں کرتا۔ جو لوگ میری پرورش کرتے ہیں ان کا احسان مند نہیں۔ ایک خوبی بھی میرے اندر نہیں۔

مگر صرف جو ان باتوں سے بے پرواہ مجھے زیادہ سے زیادہ کھانے پر مجبور کرتا رہا۔ مسٹر واپسل نے نمائشی انداز میں دعائیں کیں اور کہا کہ وہ کام کی زیادتی کی وجہ سے تھک چکے ہیں۔ انکل پمبل چک نے ان کی ہاں میں ہاں ملائی اور کہا اب اس بچے کی عادت پر ہی غور کریں۔ دراصل جو نے بہت سا کھانا میری پلیٹ میں ڈال دیا تھا۔ انکل پمبل چک نے بات جاری رکھی میری طرف اشارہ کر کے کہا۔

سور

جیسے یہ میرا دوسرا نام ہو۔

سور بے حد کھاتا ہے اور اس لڑکے کی پلیٹ میں تو دو سوروں سے بھی زیادہ کھانا ہے۔ انہیں اپنی پلیٹ نظر نہیں آرہی تھی۔ ان کا خیال تھا کہ میرے پیٹ میں کیڑے ہیں یا کوئی جن ہے جو کھانا کھاتا ہے۔ اتنا کھانا کھاؤ گے تو بے حد صحت مند ہو جاؤ گے۔ موٹے تازے اور

تو اضح کرنے کے لیے وہی بوتل وہاں لائیں جو میں مجرم کو دے چکا تھا اور اس میں پانی ڈال دیا تھا۔

انکل نے شراب پی تو حالت خراب ہو گئی۔ بہن نے تیمارداری کی اور خوش کرنے کے لئے گوشت لینے گئیں وہی گوشت جو میں مجرم کو کھلا چکا تھا۔ میں سمجھ چکا تھا کہ برا وقت آنے والا ہے۔ وہاں سے باہر بھاگا مگر کمرے سے باہر پولیس والے ہتھکڑیاں پکڑے موجود تھے۔ میں سمجھ رہا تھا کہ وہ مجھے پکڑنے آئے ہیں۔ باقی لوگ بھی پریشان تھے۔

مسز جو جنہیں گوشت نہ ملا تھا اب گوشت کو بھول چکی تھیں۔ مگر پولیس نے کہا کہ انھیں لوہار کی ضرورت ہے جو ہتھکڑی کی مرمت کر دے۔ وہ بھاگے ہوئے قیدیوں کو پکڑنے جارہے ہیں۔ دو گھنٹے میں ان کا کام مکمل ہوا۔ جو اور میں بھی سپاہیوں کے ساتھ گئے۔ بہت تلاش کیا مگر قیدی نہ ملے۔ پھر ایک جانب سے چیخوں کی آوازیں آئیں۔ سپاہیوں نے کیچڑ میں لڑتے ہوئے دونوں قیدیوں کو پکڑا۔ ایک وہی تھا جسے میں نے کھانا دیا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا یہ بھاگ رہا تھا میں نے اسے پکڑا۔ اپنی ٹانگ آزاد کی اور اسے تلاش کر لیا۔ اسے پکڑنا ہی میرا مقصد تھا۔

دوسرے قیدی کی حالت بے حد خراب تھی اور بار بار کہہ رہا تھا یہ مجھے قتل کرنا چاہتا تھا۔ میری خواہش تھی کہ قیدی کو بتاؤں کہ اسے گرفتار کروانے میں میرا ہاتھ بالکل نہیں۔ قیدی نے مجھے غور سے نہ دیکھا مگر ذہن میں کچھ سوچیں ضرور تھیں۔ پولیس سے کہنے لگا میں نے لوہار کے گھر سے کھانے پینے کی چیزیں چرائی تھیں۔ میں نہیں چاہتا کسی اور پر یہ الزام لگے۔ جو کہنے لگا ان چیزوں کی تمہیں ضرورت تھی تم نے کھا لیا یہ تو خوشی کی بات ہے۔ قیدیوں کو کشتی پر سوار کروایا گیا اور سپاہیوں کی نگرانی میں جہاز پر بنے ہوئے قید خانے پر پہنچا دیا گیا۔ رات کا وقت تھا اور ہر طرف اداسی چھائی ہوئی تھی۔ گھر آنے کے بعد بھی ذہن میں وہ باتیں طوفان مچاتی رہیں۔ کیا میں چور ہوں۔ اس قیدی نے مجھے تو بچا لیا مگر کیا پیارے جو کو تمام گزری ہوئی باتیں بتا دوں۔ نہیں بالکل نہیں اس کا اعتماد ختم ہو جائے گا۔ پھر وہ مجھے ان محبت بھری نگاہوں سے نہ دیکھے گا۔ سب مجھے چور کہنے لگیں گے۔ میرے لیے گوشت اور مشروب دوبارہ نہ

آئیں گے۔ پہلے میری بزدلی نے مجھ سے چوری کروائی اور پھر بزدلی ہی نے زبان بند رکھنے پر مجبور کر دیا۔ مجھے معلوم نہ تھا دنیا کیسی ہے مگر اپنے جھوٹ کو چھپا کر میں نے دنیا والوں کی طرح کام کیا تھا۔

مہمان ان قیدیوں کی کہانی کو اپنی بہادری کے ساتھ سناتے رہے۔ نیند کی حالت میں ان کی باتیں سنتا رہا اور سو گیا۔ صبح تازہ دم اٹھا۔ وقت گزرتا رہا میں قبرستان میں جاتا۔ تعلیم کم تھی۔ قبر کے کتبے بھی مشکل سے پڑھتا۔ ذہن میں تصویر بناتا کہ قبروں میں موجود لوگ کیسے ہونگے۔ جو کے ساتھ کام بھی کرنے لگا اور اس کی محبت میں بھی اضافہ ہوتا گیا۔ مسٹر واپسل کی رشتہ دار خاتون نے گاؤں میں اسکول کھولا۔ جہاں شام کو لوگ تعلیم حاصل کرتے یا پھر یہ کہنا بہتر ہوگا کہ ہفتے میں کچھ رقم اس لئے دیتے کہ اسے دلچسپ طریقے سے سوتے ہوئے دیکھتے رہیں۔ مسٹر واپسل بھی پڑھائی میں مدد کرواتے۔

خوفناک بلند آواز سے مقدس کتاب ایسے پڑھتے کہ چھتیں ملنے لگتیں۔ ہفتہ وار امتحانات لینے کے موقع پر وہ اتنے جذباتی ہوتے کہ

اور اپنے آپ میں بہت سی مشترک چیزیں نظر آتیں۔ ہم دونوں ہی یتیم تھے اور دونوں ہی غیروں کی نگہداشت میں بڑے ہوئے تھے۔ ہاں میں سوچتا ایسا ضرور ہونا چاہیے کہ کوئی اس کا خیال کرے۔ جب بھی نظر آتی بکھرے ہوئے بال گندے ہاتھ اور ٹوٹی ہوئی جوتی بالوں میں کنگھی ہاتھوں کو دھونے اور جوتی کو مرمت کرنے کی بے حد ضرورت تھی۔ مگر اس نے چرچ سے دعا کو کبھی ناغہ نہ کیا۔ کچھ مجھے پڑھائی کا شوق تھا کچھ بڈی بھی مجھے پڑھانے میں خاص توجّہ کرتی۔

ایک رات جب باہر برف باری ہو رہی تھی میں نے گھنٹوں کی محنت کے بعد جو کہ نام خط لکھا۔ اسے دکھایا تو وہ حیران رہ گیا۔ تم بہت پڑھ لکھ گئے ہو پپ۔ میں نے اس سے پوچھا جو تم اسکول کیوں نہیں گئے۔ لمبی کہانی ہے سنو گے۔ میرے والد کے صرف دو شوق تھے شراب پینا اور نشے میں میری ماں اور مجھے مارنا۔ میری ماں اور میں گھر سے بھاگ گئے۔ محنت مزدوری کی پھر باپ دوبارہ مارپیٹ کر گھر لے گیا۔ ایسے حالات میں پڑھائی کہاں ہو سکتی تھی۔ مگر پپ میرے ابو دل کے بہت ہی اچھے تھے۔ وہ مر گئے۔ آج کل کام اس لیے زیادہ کر رہا ہوں کہ ماں بیمار ہے۔ جتنا کماتا ہوں ماں کو بھجوا دیتا ہوں۔ تمام زندگی میری ماں نے تکلیف میں گزاری۔ جو رو رہا تھا مگر تمہاری بہن نے مجھے حوصلہ دیا میرا ساتھ دیا ورنہ اکیلے پن سے میں پاگل ہو چکا ہوتا۔ میرا ابھی خیال رکھتی ہیں وہ اور تمہاری پرورش

بھی بہترین کر رہی ہیں۔ بچپن میں جب میں ان سے باتیں کرنا چاہتا تھا وہ اس وقت بھی تمہاری دیکھ بھال کر رہی ہوتی تھیں۔ میں رو رہا تھا اور جو مجھے چپ کروا رہا تھا۔ پپ آپ کی بہن حکومت کرنا چاہتی ہیں۔ میں اس چیز کو پسند نہیں کرتا مگر میں نے تمام عمر اپنی ماں کو سخت حالات برداشت کرتے دیکھا۔ مگر شوہر سے کبھی بے وفائی نہ کی۔ ہمیشہ ان کی خدمت کرتی رہیں۔ اسی طرح میرے ساتھ جو سلوک بھی ہو میں برداشت کرتا ہوں اور دوسروں کو خوش کرنا چاہتا ہوں۔

کچھ باتیں ہی مجھے سمجھ آئیں کچھ سمجھ نہ آئیں مگر جو کی محبت پہلے سے بھی بڑھ گئی۔

مسز جو باہر تھی اور ان کے آنے کا انتظار تھا۔ باہر شدید سردی تھی پرانی برف جم چکی تھی اور تیز ہوا کا شور سنائی دیتا۔

مسز جو انکل پمبل چک کے ساتھ آئیں تو دونوں پر جوش نظر آ رہے تھے۔

کی اجازت نہ ملتی۔

مسز جو بولیں۔ انکل پمبل چک پپ کو ان کے گھر لے جائیں گے۔ مجھے نہلایا گیا صاف کپڑے پہنائے گئے ہر کوئی مجھ سے اس طرح بات کر رہا تھا جیسے میں بہت امیر ہوں۔ زندگی میں پہلی مرتبہ جو سے دور جا رہا تھا اور یہ بھی علم نہ تھا کہ مجھے مس ہیوی شم کے گھر کیا کرنا ہے۔ کھیلنا ہے تو کون سا کھیل۔ انکل پمبل چک کی دکان میں امیر گاہکوں کا شاندار استقبال کیا جاتا اور غریب گاہکوں کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ سونے کے لیے جو کمرہ ملا اس کی چھت اس قدر نیچی کہ پاؤں چھت میں لگ جائے۔ صبح کو ملازم نے بہن سے بھی زیادہ ہوشیاری کا مظاہرہ کیا۔ مکھن ایسے لگایا جو نظر ہی نہ آتا تھا اور دودھ کم گرم پانی زیادہ لگ رہا تھا۔

پھر ہم سرخ اینٹوں سے بنے ہوئے مس ہیوی شم کے گھر پہنچے۔ ہر طرف جنگلے کھڑکیاں تھیں مگر اینٹوں سے بند۔ بالکل سنسان اداس۔

دروازہ بجایا گیا۔ لڑکی کی آواز آئی کون ہے۔

جواب دیا۔ پمبل چک

دروازہ کھلا۔ ایک خوبصورت لڑکی جو میری عمر کی ہی ہو گی مگر مغرور ہونے کی وجہ سے مجھ سے بڑی نظر آ رہی تھی وہاں آئی۔ پمبل چک کو اندر آنے سے روک دیا اور سنسان اداس راہداری سے ہوتے ہوئے ہم گھر میں داخل ہوئے۔ راستے میں پتہ چلا کہ اس گھر کے

یونانی عبرانی اور لاطینی بہت سی زبانوں میں نام ہیں۔ وہ بولی لڑکے آوارہ گردی کی ہرگز اجازت نہیں۔ وہ عمر میں میرے برابر مگر مجھ سے زیادہ صحت مند تھی جیسے کسی ملک کی شہزادی۔ راستہ بالکل اندھیرا تھا اور روشنی کے لیے صرف ایک موم بتی۔ ایک کمرے میں

زیادہ متاثر کرنے والی اس عورت کی شخصیت۔ ایسی شخصیت جو نا پہلے دیکھی تھی نہ پھر نظر آنے کی امید تھی۔ وہ آرام کرسی پر بیٹھی تھی۔ سر جھکا ہوا تھا۔ میز پر رکھے ہوئے بہت شاندار قیمتی کپڑے مگر سب سفید بالکل سفید۔ سفید جوتے۔ سر بھی سفید کپڑے سے ڈھکا ہوا۔ گلے اور ہاتھوں میں قیمتی زیورات۔ میں پریشان تھا سفید رنگ پھیکا پڑتا نظر آیا۔ محسوس کیا اس کا لباس مرجھا رہا ہے۔ خوبصورت پھول اور ان کی چمک اس عورت کی آنکھوں کی خوفناک گردش کے سامنے بے بس نظر آرہے تھے۔

محسوس ہوا کہ وہ خوبصورت کپڑے ایک حسین نوجوان لڑکی نے پہنے مگر وہ لڑکی دیکھتے دیکھتے بوڑھی ہوئی۔ جسم سے ہڈیاں نکل آئیں اور خوبصورتی ختم ہوگئی۔ ہاں میں نے گرجے میں ایک شخص کی لاش دیکھی تھی۔ کیسے شاندار کپڑے مگر جسم ایسا ہی۔ میں اس وقت گھبرایا ہوا تھا مگر چیخنے کی ہمت بھی نہ تھی۔ وہ بولی لڑکے کون ہو کہاں سے آئے ہو۔ میرا نام پپ ہے انکل پمبل چک نے بھیجا ہے۔ کھیلنے کے لئے میرے قریب آؤ۔ اس کی بالکل کالی آنکھیں مجھے غور سے دیکھ رہی تھیں اور میں ان سے بچنا چاہتا تھا۔ گھڑی اور وال کلاک دونوں رکے ہوئے تھے۔ جہاں نو بجنے میں بیس منٹ تھے۔ مس ہیوی شم نے بولنا شروع کیا۔ ایسی عورت سے کیوں ڈرتے ہو جس نے سورج کو سالوں سے نہیں دیکھا۔ شاید تمہاری پیدائش سے پہلے سے اس نے سینے پر ہاتھ رکھا۔ یہاں کیا چیز ہوتی ہے۔ میڈم دل ہوتا ہے۔ ہاں جو بہت پہلے ٹوٹ چکا ہے۔ ان الفاظ میں غرور بھی تھا غم بھی اور طنزیہ مسکراہٹ بھی۔ میں تھک چکی ہوں۔ مرد عورت بلکہ تم سب لوگوں سے ہی اکتا چکی ہوں۔ تم کھیلو۔ ایک لڑکا جو اس پراسرار ماحول میں پریشان کھڑا تھا کیسے کھیل سکتا تھا۔ وہ بولی۔ تم حکم نہ ماننے والے نافرمان لڑکے ہو۔

نہیں میڈم میں پریشان ہوں۔ سید عرفان علی ڈوٹ کوم

مس ہیوی شم نے اپنے کپڑوں کی طرف دیکھا پھر شیشے میں اپنے آپ کو۔ اور بولی یہ ماحول اس کے لیے بالکل نیا اور میرے لیے بے حد پرانا۔ جاؤ اور اسٹیلا کو بلا کر یہاں لے آؤ۔

اندھیری راہداری میں سے گزرنا مشکل کام تھا مگر میں نے ہمت کی۔ اندھیرے راستے سے گزر کر اسٹیلا کو آوازیں دیں۔ دور سے روشنی قریب آتی نظر آئی جیسے ایک ستارہ قریب آرہا ہو۔ خوبصورت مگر مغرور اسٹیلا وہاں آئی۔ مس ہیوی شم نے اس سے کہا تم کھیلو۔ وہ نفرت اور غرور سے بولی اس کے ساتھ جو مزدور لگتا ہے۔

اس کا دل ٹوٹ جائے گا اسٹیلا تاش کھیلو۔ تاش کھیلنا شروع کیا۔ میرے ذہن میں عجیب خیال پیدا ہو رہے تھے۔

مس ہیوی شم کے دلہن کے کپڑے ایسے لگے جیسے کفن ہو۔ سفید رنگ کی چیزیں زرد لگنے لگیں۔ وہ ہمیں خاموشی سے کھیلتا دیکھتی

غرور نفرت سے بھرے ہوئے الفاظ اور تاش کے کھیل میں بار بار ہارنے سے میں شرمندگی محسوس کر رہا تھا۔ اس کے نزدیک میں بیوقوف غریب گھر کا معمولی لڑکا ہی تو تھا۔ مس ہیوی شم خاموشی سے ہمیں کھیلتا دیکھتی رہیں پھر بولیں۔

اسٹیلا کا تمہارے ساتھ رویہ بہت برا تھا۔ تم خاموشی سے سنتے رہے مجھے بتاؤ تم اس کے بارے میں کیا سوچتے ہو۔ میں بولا نہیں میں کچھ نہیں کہوں گا۔ ادھر آؤ میرے کان میں کہہ دو۔ میں نے آہستگی سے ان کے کان میں کہا یہ تو بہت مغرور ہے۔

ہاں کچھ اور۔ بہت خوب صورت بھی ہے۔ ہاں ہاں کچھ اور۔ یہ اسٹیلا مجھے ذلیل کرنا چاہتی تھی۔ جب میں نے یہ کہا تو اس وقت اسٹیلا مجھے حیرانی اور غصے کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ دیکھ رہی تھی۔ کچھ اور بھی کہو میں چاہتا ہوں کہ گھر چلا جاؤں۔

اسٹیلا خوبصورت بھی لگتی ہے اور گھر بھی جانا چاہتے ہو مگر پہلے کچھ دیر اور کھیلو۔ مس ہیوی شم کے چہرے پر مسکراہٹ عجیب شے لگتی تھی مگر وہ مسکرا رہی تھیں۔ میں نے محسوس کیا کہ اگرچہ وہ چیزوں کو اہمیت نہ دینے کے انداز میں دیکھتیں مگر دماغ میں ہر شے کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کر لیتیں۔

آہستہ آواز میں بولتیں مگر ایسے جیسے پورا زور لگانا پڑ رہا ہو۔ چہرہ بتا رہا تھا کہ وقت نے ان کے ساتھ برا کیا ہے جس سے نہ صرف ان کا جسم بلکہ روح بھی زخمی ہے۔ ہم کھیلتے رہے۔

اسٹیلا جیتتی رہی میں ہارتا رہا۔ پھر اس نے تمام تاش کے پتے ناراضگی کی حالت میں میز پر ڈال دیئے۔ مس ہیوی شم بولیں تم نے دوبارہ کب آنا ہے۔ اس سے پہلے کہ میں کہتا آج بدھ ہے کہنے لگی مجھے کیا معلوم ہفتے میں کتنے دن ہوتے ہیں۔ سالوں کی بھی پرواہ نہیں۔ ہاں

تم پورے چھ دن بعد یہاں موجود ہوں گے۔ اسٹیلا کو کہا کہ مجھے گھر دیکھنے کی اجازت ہے اور کھلایا پلایا جائے۔ اندھیرے راستے میں

اچھی طرح پرورش ہوتی۔

اسٹیلا نے ایک مرتبہ پھر مجھے ذلیل کیا۔ جو کھانا مجھے دیا وہ تو کتوں کو دینے والا تھا۔ میرا دل ٹوٹ چکا تھا اور رو رہا تھا۔ مجھے روتا دیکھ کر وہ ہنسی۔ شاید وہ مجھے رلانا ہی چاہتی تھی۔ اس کے جانے کے بعد میں دیوار سے سر ٹکرا کر روتا رہا زور زور سے۔ پہلے میری بہن نے میرے ساتھ برا سلوک کیا ہر دفعہ مجھے ذلیل کیا اور اب اسٹیلا نے۔

میں نے اسے باہر گھومتے دیکھا بے حد خوبصورت۔ شاید وہ ہر جگہ موجود تھی۔ کچھ دیر بعد واپس جاتے ہوئے اس نے کہا تم رو کیوں رہے تھے۔

نہیں میں رونا نہیں چاہتا تھا۔ اس نے مجھے چڑانے کے لئے غرور بھرا قہقہہ لگایا اور کہا تم تو دوبارہ رونے والے ہو۔ میرا دل ہی جانتا ہے کہ میری حالت کتنی بری تھی۔

یہ سوچ میرے ذہن سے نکلنے کے لیے تیار نہ تھی کہ میں معمولی ہوں حقیر ہوں۔ ہاتھ برے اور کھردرے ہیں۔ بوٹ بھاری اور بد شکل اور تاش بھی کھیلنا نہیں آتا۔

شمار سوال کیے۔ جواب نہ ملنے پر غصے میں آئے۔ بہن کا دل چاہ رہا تھا کہ مجھے مکہ مار دیں۔ آخر میں نے سوچا ان کے تجسس کو بہت بڑھا دینا چاہیے۔ انھیں بتانے لگا کہ مس ہیوی شم

لمبے قد کی ہے۔ کالا کوٹ پہنے ہوئے تھیں۔ سونے کی پلیٹوں میں کھانا لایا گیا۔ وہاں چار کتے تھے جن کے لئے چاندی کے پنجرے تھے۔ انکل پمبل چک اور مسز جو دونوں حیرانی سے منہ کھول کر میری باتیں سن رہے تھے۔ انکل بولے ہاں ایسا ہو سکتا ہے کیونکہ مجھے تو کبھی ان سے ملنے نہیں دیا گیا۔ کمرے سے باہر روک کر ان سے باتیں کرنے کی اجازت ملتی ہے اور کھیل کیا کھیلا تم نے وہاں۔ جھنڈیاں تھیں اسٹیلا کے پاس نیلی۔ میرے پاس سرخ اور مس ہیوی شم کی سونے کی مانند سنہری جھنڈیاں لہرائی جاتیں تلواریں اور بندوقیں چلنے لگتی۔ کمرہ بالکل اندھیرے میں تھا جہاں موم بتیاں روشن تھیں۔ حیرانی کے عالم میں مسز جو نے جو کو یہ باتیں بتائیں۔ وہ نیلی آنکھوں سے حیران ہو کر دیکھ رہا تھا۔ میں نے شرمندگی محسوس کی کہ میری وجہ سے جو حیران اور پریشان ہے۔ میں نے خود کو شیطان تصور کیا جس نے اپنے محبت کرنے والے جو کو پریشان کیا۔ سب لوگوں کا خیال تھا کہ مس ہیوی شم مجھے کاروبار کروا کر دیں گی یا بہت سا پیسہ دیں گی۔ جو نے ان باتوں کو ناپسند کیا تو مسز جو نے کہا تم کم عقل ہو ہر بات میں نہ بولا کرو مگر شام کو میں نے جو کو ہر بات صاف صاف بتا دی۔ افسوس کیا کہ وہاں موجود مغرور لڑکی نے مجھے معمولی انسان سمجھا۔ میرے جوتوں اور ہاتھوں کی برائی کی۔ کاش جو میں بھی امیر ہوتا خوبصورت ہوتا عام لڑکا نہ ہوتا۔ جو نے ہمدردی سے سمجھایا جھوٹ کبھی نہ بولو۔ سچ سچ ہوتا ہے جھوٹ نقصان کے علاوہ کچھ نہیں

دیتا اور سچ میں فائدہ ہی فائدہ ہے۔ دنیا میں معمولی چیزیں زیادہ ہیں۔ عام لوگ زیادہ اچھی زندگی گزارتے ہیں دوسروں سے۔ جھوٹ تو

خواب بھی اس کے بارے میں دیکھتا رہا۔ جاگا تو ذہن بدل چکا تھا۔ میری سوچ یہ تھی کہ کس طرح میں خاص انسان بنوں۔
ہاں بی ڈی مجھے تعلیم یافتہ بنا سکتی تھی۔ وہ بہت کچھ جانتی تھی اور علم کو میرے اندر منتقل کرنے کو بھی تیار تھی بلکہ اس قدر مخلص کہ اگر بس چلتا تو اسی وقت مجھے تمام علم اور معلومات دے دیتی۔ اب وہ روزانہ گاہکوں کو ان کی مطلوبہ اشیاء دیتی جاتی اور مجھے تعلیم۔ اس کی بھی خواہش تھی کہ میں پڑھا لکھا انسان جلد از جلد بن جاؤں۔

مسز جو نے مجھے حکم دے رکھا تھا کہ روزانہ تین مرتبہ اس جگہ جا کر جو کو دیکھوں۔ جہاں لوگ سگریٹ نوشی اور گپیں مار کر لطف اندوز ہوتے ہیں۔ وہ چاہتی تھیں کہ جو اپنا وقت برباد نہ کریے۔ میں وہاں گیا تو مسٹر واپسل اور ایک اجنبی شخص باتیں کر رہے تھے۔ اجنبی کی ایک آنکھ اس طرح بند تھی جیسے شکاری شکار کے لیے نشانہ لے رہا ہو اور منہ میں سگار۔ مجھے اس طرح غور سے دیکھا جیسے ذہن میں کچھ ہو۔

شراب منگوائی گئی۔ دلدلی علاقے اور قبرستان کے بارے میں وہاں قیدیوں کے فرار ہو کر آنے کے بارے میں گفتگو ہوتی رہی۔ پھر میرے بارے میں اس نے سوال پوچھے۔ شراب آئی تو میں اس وقت گھبرا گیا جب اچانک اس نے وہ اوزار نکالا جو میں نے مجرم کو ہتھکڑی کاٹنے کے لئے چوری کر کے دیا تھا۔ تیزی سے اس اوزار سے شراب ہلائی اور وہ جیب میں واپس رکھ لیا۔ یہ سب کچھ صرف میں نے دیکھا اور سمجھ گیا کہ اس آدمی کا اس قیدی کے ساتھ ضرور کوئی تعلق ہے۔ میں پریشان تھا۔ رخصت ہوتے وقت اس نے مجھے دوبارہ غور سے دیکھا اور بڑی رقم کا سکہ تحفے کے طور پر دیا۔ گھر پہنچا تو معلوم ہوا کہ سکہ جس کاغذ میں دیا گیا تھا وہ بھی بڑی رقم کا نوٹ تھا جو واپس کرنے گیا مگر اجنبی جا چکا تھا۔ یہ رقم مسز جو نے اپنے قبضے میں کر لی۔
رات کے وقت خواب میں وہ آدمی آکر مجھے ڈراتا رہا۔ ایسا محسوس ہوتا کہ وہ مجھے گولی مار کر ختم کرنا چاہتا ہے۔

ایک بار پھر وہ دن آ گیا جب مس ہیوی شم کے گھر جانا تھا۔ اسٹیلا پچھلی جانب سے گھر کے اندر لے کر گئی۔ مجھے ایک جگہ کھڑا کر دیا۔

مگر راستے میں رک گئی۔ اندھیر اراستہ موم بتی کی روشنی میں ہم ایک دوسرے کے چہرے کو دیکھ رہے تھے۔

وہ بولی مجھے دیکھو کیسی لگتی ہوں۔ کیا خوبصورت ہوں۔ ہاں بہت خوبصورت۔

کیا تمہیں بہت ذلیل کیا تھا۔ ہاں۔

پہلے کیا تھا مگر آج نہیں۔

جھوٹ بول رہے ہو۔

نہیں سچ کہہ رہا ہوں۔

یہ سننا تھا کہ اس قدر غصے میں آ گئی کہ میرے منہ پر کئی تھپڑ مار دیئے۔ غصے سے پاگل ہو رہی تھی۔

بولی اب کیا سوچتے ہو میرے بارے میں۔

نہیں کچھ نہیں بتاؤں گا۔ مجھے نہیں بتارہے۔ اوپر جا کر شکایت کرو گے بھونکو گے۔ ایسا نہیں ہے۔ شیطان خبیث روتے کیوں نہیں۔ نہ میں پہلے تمہارے لئے رویا نہ اب روؤں گا۔ مجھے علم تھا کہ میں جھوٹ بول رہا ہوں۔ اسی کی وجہ سے تو میں رویا تھا اور آج بھی دل میں رورہا تھا۔ تھوڑی دور گئے تو ایک آدمی ملا۔ غصے سے کہا یہ کون ہے یہاں کیا کر رہا ہے۔ پھر مجھے کہا تم جیسے لڑکے بہت خراب ہوتے ہیں یہاں کوئی غلط حرکت نہیں کرنی۔

مس ہیوی شم کا کمرہ بالکل پہلے جیسا تھا۔ وہی چیزیں وہی لباس وہی اداسی۔ کھیلو۔ مس ہیوی شم نے کہا۔ آج کھیلنے کے لئے نہ کہیں میڈم۔ اچھا گھر کی اداسی کا اثر تم پر بھی ہو گیا۔ ٹھیک ہے نہ کھیلو چلو کوئی اور کام کر لیتے ہیں۔ ساتھ والے کمرے میں میرا انتظار کرو۔ میں وہاں گیا جہاں بالکل تاریکی تھی۔ موم بتی کی ہلکی روشنی دھواں۔ ہر جگہ گندگی کے ڈھیر موجود تھے۔ بڑے سائز کی میز مکڑی

چوہے۔ چھڑی کے ساتھ مس ہیوی شم ایسے وہاں آئیں جیسے چڑیل ہوں۔ بولیں میرے مرنے کے بعد مجھے اس میز پر لٹایا جائے گا۔
میں ڈر چکا تھا انہوں نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا اور ہم کمرے کا چکر لگانے لگے۔

جلد ہی وہ تھک گئیں۔ اسٹیلا کو بلایا گیا جو مہمانوں کو وہاں لے کر آئی۔ سب نے مس ہیوی شم کو خوش کرنے کی بناوٹی کوشش کی۔ اسی دوران مس ہیوی شم میرے ساتھ کمرے میں چکر لگاتی رہیں۔ پھر غصہ کیا کہ کاش تم عورتیں اپنے شوہروں کے ساتھ مر جاؤ اور سب

پڑی مٹی کے ڈھیر کی طرف اشارہ کیا۔ جب چوہے اسے کھاتے ہیں تو مجھے محسوس ہوتا ہے کہ میرے گوشت پر ان کے دانت چبھ رہے ہیں۔ یہ میری شادی کی میز ہے اور میرا شادی کا لباس۔ جس کی وجہ سے میں جیتے جی مر گئی۔ کتنا غم زدہ ماحول تھا۔ کچھ دیر بعد مس ہیوی شم اپنے جذبات پر قابو پا چکی تھیں۔

کھیلو۔ تاش۔ کھیل کھیل کے دوران اسٹیلا کو زیور پہنا کر اس کی خوبصورتی میں اضافہ کرتیں اور مجھے کہتیں اسٹیلا خوبصورت ہے نا۔ مگر اسٹیلا تو غرور میں مجھے انسان سمجھنے کو بھی تیار نہ تھی۔ کھیل کے بعد باہر گیا جہاں ایک لڑکا نظر آیا۔ کہنے لگا مجھ سے لڑو۔ بوتل سے کچھ پیا۔ میرے پیٹ پر مکے مارے۔ اب لڑو۔ میں لڑنا نہیں چاہتا تھا مجبوری سے لڑنا پڑا۔ وہ مار کھاتا ناچتا کہتا اور لڑو۔ مگر مجھے زور سے نا مارتا۔ میں نے اس کی ناک پر مکا مارا۔ خون نکلا بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ پھر کھڑا ہوا بولا تم جیت گئے دوست۔ جیت کے باوجود اس اچھے انسان سے لڑنے کا اور ہرانے کا مجھے افسوس تھا۔ میں تمہاری مدد کروں۔ نہیں شکریہ۔ خدا حافظ کہہ کر ہم جدا ہو گئے۔ اسٹیلا میرا انتظار کر رہی تھی۔ خوش تھی۔ اپنے گال میرے سامنے کرتے ہوئے کہا۔ چاہو تو پیار کر لو۔ میں نہ جانے کتنی دیر انہیں پیار کرتا رہا۔ مگر اب سوچتا ہوں تو پریشان تھا۔ ایک جنگلی انسان کو نہ روپے کی قدر معلوم ہوتی ہے نہ یہ پتہ ہوتا ہے کہ کیسے خرچ کرے۔ یہی حال ایک سادہ معمولی لڑکے کا ہوا جو میں تھا۔ اس دن بہت زیادہ وقت میں نے اس گھر میں گزارا۔ گھر واپس گیا مگر اس لڑکے کے بارے میں سوچتا رہا۔ دوبارہ جب مس ہیوی شم کے گھر گیا تو انہوں نے لڑائی کا تذکرہ بالکل نہ کیا۔ مجھ سے پوچھا کہ میں کونسا پیشہ اپنانا چاہتا

ہوں۔ میں نے جو کہ بارے میں بتایا۔ میرے گھر والوں کا خیال تھا وہ میرا مستقبل بنائیں گی مگر ایسی کوئی بات نہ ہوئی۔ ہاں جو کو ایک دن اپنے گھر بلایا اور کہا کہ پپ کو کام سکھاؤ اور اس چیز کا خرچ میں دوں گی۔ جو کی معصوم باتوں سے اسٹیلا مزے لے رہی تھی اور میں شرمندہ ہو رہا تھا۔ جو نے رقم لینے سے انکار کر دیا مگر زبردستی رقم میرے حوالے کی گئی اور مجھے کہا گیا کہ اب کام سیکھنا ہے اور اس گھر میں دوبارہ نہیں آنا۔

پہلے میری خواہش تھی کہ جو کے ساتھ وقت گزاروں کام سیکھوں۔ مگر اب معمولی کے بجائے اعلیٰ انسان بننا چاہتا تھا۔ میں کام کرتا تو سوچتا کہ کہیں اسٹیلا مجھے لوہار کا کام کرتے ہوئے خراب اور میلے کپڑوں میں دیکھ نا لے۔ مجھے کس قدر شرمندگی ہو گی۔

اب دل کی عجیب حالت تھی۔ اسٹیلا کی طرح مہذب امیر اور پڑھا لکھا انسان بننا چاہتا تھا۔ دوسری طرف جو سے محبت تھی اسے چھوڑنا بھی نہیں چاہتا تھا۔ شدید غربت میں امیر بننے کی شدید خواہش۔

دوسرے ملک پڑھائی کرنے گئی ہے۔ اسے بلند مقام تک جانا ہے۔ بہت خوبصورتی کے ساتھ اسے علم میں بھی آگے ہونا چاہیے۔ ہر کوئی اسے پسند کرتا ہے۔ کیا تم بھی۔ یہ کہتے ہوئے یا شاید طنز کرتے ہوئے وہ ہنس رہی تھیں۔ شیطانی ہنسی۔ مذاق اڑا رہی تھیں۔ مجھے جانے کا اشارہ کیا اور میں غمزدہ اور اداس دل کے ساتھ واپس آ گیا۔

گھر میں بہت سے لوگ جمع تھے۔ میری بہن کے سر کے پچھلے حصے میں کسی نے لوہے کی ہتھکڑی مار کر شدید زخمی کر دیا تھا۔ وہ زندہ تو بچ گئیں مگر اب نہ بول سکتی تھیں نہ چل سکتی تھیں۔ اشاروں سے بات سمجھاتیں مگر اب غصہ بالکل نہ کرتیں۔ جو نے مجھے سمجھایا کہ

میری بہن سے بہت سے لوگ ناراض تھے۔ وہ اپنی بیوی کی بیماری کی وجہ سے پریشان تھا مگر آہستہ آہستہ احساس ہونے لگا کہ اب زندگی میں سکون ہے۔ وہ بیمار بیوی کی بے حد عزت کرتا اور ہمیشہ اس کا خیال رکھتا۔

مسٹر واپسل کی بھانجی اور یتیم لڑکی بی ڈی بیمار بہن کا خیال رکھنے گھر میں آگئی۔ گھر کو جنت بنا دیا۔ صفائی کھانا سب کا خیال رکھنا۔ میں نے بچپن میں اس سے تعلیم بھی حاصل کی تھی۔ بہت ہی اچھی لڑکی تھی۔ اب دوبارہ مجھے پڑھانے لگی۔ میں اس سے پڑھتا۔ دل کی باتیں بھی کہہ ڈالتا۔

کبھی غور سے دیکھتا تو حیران رہ جاتا۔ کتنی خوبصورت تھی وہ اور ذہین بھی۔ بی ڈی میں لوہار نہیں بننا چاہتا۔ اسٹیلا نے مجھے کہا کہ میں

میرے دل کے جذبات کو پڑھا کہ اسٹیلا کو میں بھول نہیں سکوں گا تو خاموش ہو گئی۔ کسی کے دل کو دکھانا اس پیاری لڑکی کی فطرت میں شامل نہیں تھا۔

ہم سنسان دل دل کی جانب سیر کرنے جاتے۔ بی ڈی بے حد خوبصورت تھی اور مجھے چاہتی تھی مگر میں سٹیلا کو بھول نہیں سکتا تھا۔ جو کے پاس میرے ساتھ ایک اور لڑکا بھی کام سیکھتا تھا۔ اور لک جو بی ڈی کو پسند کرتا تھا مگر بی ڈی اس سے ڈرتی تھی۔ تین چار سال گزر گئے۔ جو اور میں ہوٹل میں بیٹھے تھے کہ ایک پڑھے لکھے صاحب تشریف لائے۔

میں پہچان گیا۔ انہیں میں نے بہت پہلے مس ہیوی شم

کے گھر میں دیکھا تھا۔ ہم سب گھر آگئے۔ وہ صاحب کہنے لگے میں وکیل ہوں۔ جیگرز میرا نام ہے۔ ایک شخص پپ کے لئے بہت کچھ کرنا چاہتا ہے۔ اسے اعلیٰ اور معزز انسان بنانا چاہتا ہے۔ وہ اس کی تعلیم و تربیت کے لئے ہر ممکن رقم دے گا۔ لوہار کا کام چھوڑنا پڑے گا۔ جو اگر پپ کو چھوڑنے کے لیے تم بھی رقم چاہتے ہو تو تمہیں بھی دی جائے گی اور اس شخص کی وصیت کے مطابق اس کے مرنے کے بعد اس کی جائیداد کا مالک بھی پپ ہو گا۔

میں اور جو حیران تھے۔ میں سوچ رہا تھا یہ مس ہیوی شم نے کیا ہے۔ وکیل صاحب بولے اس شخص کا نام بتانے کی اجازت نہیں۔ اگر جو اور پپ تیار ہیں جو کہ انہیں ہونا چاہیے تو یہاں سے ایک شخص میتھیو پاکٹ کے پاس رہنا چاہیئے۔ تاکہ معزز انسان کے طور طریقے

ساتھ نئی زندگی کی ابتداء کرنی تھی اور مہذب دنیا کے طور طریقے سیکھنے تھے۔ وکیل صاحب کہہ گئے تھے کہ شکریہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ انہیں اس کام کا شاندار معاوضہ دیا جائے گا۔ بہن کی سوچ اور سمجھ کمزور ہو رہی تھی۔ سمجھ نہ سکی کیا ہو رہا ہے مگر ہنس کر خوشی کا اظہار کیا۔ مگر دراصل وہ اس لیے خوش تھی کہ اس کی طرف توجہ دی جا رہی تھی۔ درزی صاحب جو پہلے اکھڑے اکھڑے رہتے تھے پیسے ملنے پر بچھے چلے گئے اور خود دروازہ کھولا۔ شاندار لباس بنانے کا یقین دلایا۔ پیسے نے ان کا انداز ہی بدل دیا تھا۔ کیا طاقتور چیز ہے پیسہ۔ لندن جانے سے پہلے مس ہیوی شم

سے ملا۔ انہیں تمام باتوں کا علم ہو چکا تھا۔ مگر میں نے یہ بات نہ بتائی کہ میں انہیں اپنا محسن سمجھتا ہوں جس نے یہ سب کچھ کیا۔ وہ کہنے لگیں پپ اپنا نام تبدیل نہ کرنا۔ معزز بن کر بھی پپ ہی کہلوانا۔ میں نے کہا ایسا ہی ہو گا۔ میں خوش تھا لندن جاؤں گا بڑا آدمی بنوں گا۔ لیکن مجھے جو اور بی ڈی کی اداسی کا علم نا تھا۔ جنھوں نے مجھ سے بے حد محبت کی تھی اور میرے جانے سے ان کے دل رو رہے تھے۔ میری بہن بھی حیران پریشان بیٹھی تھی۔

لندن میں جیگرز کے منشی ویمک سے ملا۔ لندن کی سڑکیں گندی تھیں اداس تھیں۔ ویمک کے کمرے میں بھی اداسی اور ویرانی تھی اور اندھیرا بھی۔ ہربرٹ جس کے ساتھ میں نے رہنا تھا ملا۔ بولا میں اور والد صاحب اتنے امیر نہیں بس گزارا ہو رہا ہے۔ یہ وہی لڑکا تھا جس سے میری مس ہیوی شم کے گھر لڑائی ہوئی تھی۔ وہ بولا اب ہم نہیں لڑیں گے۔ اچھے دوستوں کی طرح رہیں گے۔ وہ اسٹیلا کو چاہتا تھا مگر یہ علم تھا کہ وہ مغرور اور خود سر بنا دی گئی ہے۔ اس کی تربیت مس ہیوی شم نے ایسی کی ہے کہ وہ مردوں سے نفرت کرے۔ اس نے پپ کو بتانا شروع کیا کہ مس ہیوی شم کا باپ بے حد امیر شخص تھا۔ ماں بچپن میں مر جانے کی وجہ سے اس کی ہر

خواہش پوری کرتا۔ باپ بیٹی بہت امیر تھے اور غرور میں رہتے۔ باپ نے ایک اور شادی کی اور ایک اور بیٹا بھی تھا جس کا مس ہیوی شم کو علم نہ تھا۔ ماں کے مرنے کے بعد وہ ساتھ رہنے آگیا مگر کم عقل اور بیوقوف تھا۔ باپ بھی مر گیا۔ جائیداد دونوں بچوں کو ملی۔

نہیں ملے۔ وہ شخص اتنا دھوکے باز تھا کہ شادی کی تاریخ طے کر لی۔ سب مہمانوں کو دعوت بھی دے دی۔ سب کچھ تیار تھا لباس بھی موجود تھا۔ دلہن انتظار کر رہی تھی کہ محبوب کا خط ملا جس میں شادی سے انکار کر دیا گیا تھا۔ مس ہیوی شم سے رقم پہلے ہی حاصل کر چکا تھا۔ پھر کبھی نظر نہ آیا بلکہ وہ تو پہلے سے بھی شادی شدہ تھا۔ شاید قسمت نے اسے سزا دی کہ اس کے حالات بعد میں کافی خراب رہے۔ وہ کہاں ہے کچھ خبر نہیں۔

لندن میں میرا کام صرف پڑھنا تھا اور میں بہت محنت سے پڑھتا رہا۔ ہربرٹ کے ساتھ کمرہ لے لیا اور مسٹر میتھیو کی فیملی کے ساتھ بھی رہتا۔ سید عرفان علی

بی ڈی نے بتایا کہ جو اور مسٹر واپسل میرے پاس آرہے ہیں۔ میں پریشان ہو گیا کہ کہاں میں معزز شخص اور کہاں جو جیسا لوہار۔ لوگ ہنسیں گے۔ وہ آیا اور واقعی کچھ ایسی باتیں کیں جن سے میں شرمندہ ہوا۔ وہ خود ہی کہنے لگا مجھے تم یاد آرہے تھے تو میں آگیا۔ مگر ایک لوہار کو یہاں نہیں آنا چاہیے تھا۔ کبھی میری یاد آئے تو تم خود ہی آجانا پیارے پپ۔ سال گزرتے گئے میں بیس سال کا ہو گیا اور خبر ملی اسٹیلا فرانس سے آگئی ہے۔ میں ناچ رہا تھا گا رہا تھا اور ہربرٹ مجھے دیکھ رہا تھا۔ بولا میں بچپن سے جانتا ہوں کہ تم اسٹیلا سے محبت کرتے ہو۔ میں تمہارا رقیب نہیں کیونکہ میں تو خود ایک دوسری لڑکی سے محبت کرتا ہوں۔ مگر پیارے پپ اگر شرائط میں یہ بات شامل نہیں تھی کہ تم اسٹیلا سے ضرور شادی کرو گے تو میں مشورہ دوں گا اس سے شادی کا ارادہ چھوڑ دو۔ ایک خاص طرز پر پرورش پائی ہوئی غرور سے بھری ہوئی کسی شے کی پرواہ نہ کرنے والی ضدی لڑکی۔ جسے مس ہیوی شم نے خراب کر دیا ہے بگاڑ دیا ہے اپنی طرح۔ اگرچہ ہربرٹ سچا تھا میں جانتا تھا۔ مگر اپنی محبت سے مجبور تھا۔ کئی دن تک یہی بات سوچتا رہا۔ مجھے پانچ سو پاؤنڈ کی بڑی رقم ملی۔ اکیس

سال کا ہونے کی وجہ سے اب اپنی رقم خود خرچ کرنے کا اختیار بھی مل چکا تھا۔ میں نے ویمک کی مدد سے ایک جہاز راں کمپنی کو پیسے دے کر ہربرٹ کو اس کے ساتھ کام میں لگوا دیا۔ مگر ہربرٹ کو اس بارے میں نہ بتایا تا کہ احسان مند نہ ہو۔ ہربرٹ محنتی تھا آگے

خوش تھا۔ عمر تیئیس سال ہوئی تو ماضی کو سوچ کر ہنسی نکل جاتی۔ کہاں تعلیم یافتہ معزز دنیا دار شخص اور کہاں پرانا لوہار لڑکا۔ میری تعلیم کا دور ختم ہو رہا تھا۔

ایک طوفانی رات کو جب ہربرٹ گھر پر نہ تھا سیڑھیوں پر قدموں کی آواز سنی۔ بادل گرج رہے تھے تیز ہوا سے باہر کے لیمپ بجھ چکے تھے۔ میں نے پوچھا کون ہو۔ میں پپ سے ملنا چاہتا ہوں۔ ایک شخص اندر داخل ہوا۔ ساٹھ سال کی بڑی عمر۔ مجھے دیکھ کر آنکھوں میں روشنی آگئی۔ وہ مجھ سے ملنے آگے بڑھا تو میں پیچھے ہٹ گیا۔ میں بہت دور سے تم سے ملنے آیا ہوں۔ آگ کے قریب بیٹھ گیا۔ مجھے غصہ چڑھا تو کہنے لگا تم بچپن کی طرح اب بھی بہادر ہو اور میں نے اسے پہچان لیا۔ یہ تو میرے بچپن کا قیدی تھا۔ اس نے ہاتھ آگے بڑھائے۔ میں پریشان تھا مگر ہاتھ اس کے ہاتھوں میں دے دیئے۔ سختی اور محبت سے وہ پکڑے۔ پیار کیا۔ دیر تک میرے ہاتھ اس کے ہاتھ میں رہے۔ تم میرے محسن ہو۔ تم نے میرے ساتھ کتنا احسان کیا تھا۔ وہ مجھے گلے لگانا چاہتا تھا مگر میں نے روک دیا۔ احسان۔ مگر آپ کو یہاں نہیں آنا چاہیے تھا۔ آپ سمجھ سکتے ہیں یہ مناسب بات نہیں ہے۔ سید عرفان علی۔ میرا ایک مقام ہے عزت ہے۔ وہ رونے لگا۔ میں بھی پریشان ہو گیا۔ اسے شربت پینے کو دیا۔ وہ بتانے لگا میں آسٹریلیا میں کاشتکاری کرتا ہوں۔ بہت مالدار ہوں۔ بہت سے قیدی وہاں گئے تا کہ زندگی وہاں ختم ہو۔ مگر کچھ کا قسمت نے ساتھ دیا اور میں سب سے زیادہ خوش نصیب رہا۔ میں نے اپنے بارے میں بتایا۔ اپنے محسن کے بارے میں بتایا۔ وہ بولا کیا اس محسن کو جانتے ہو۔ اس نے بتانا شروع کیا تو میں کرسی سے اچھل پڑا۔ پریشان سخت پریشان۔ میں جان چکا تھا کہ مس ہیوی شم نہیں بلکہ ایک قیدی نے میری مدد کی اور اس کا مطلب تھا کہ اسٹیلا اب میری نہیں ہو سکے گی۔ وہ شخص مجھے اپنے سگے بیٹے سے زیادہ محبت دے رہا تھا۔ میں نے ہمیشہ تمہیں تمہارا وہ احسان جو قبرستان میں تم نے کیا

یاد رکھا اور وعدہ کیا کہ تم اعلیٰ انسان بنو گے اور میں تم سے ضرور ملوں گا۔ اب مجھے سونے کی جگہ دو۔ اگر لوگوں کو علم ہوا کہ میں یہاں آیا ہوں تو موت کی سزا مجھے دے دی جائے گی۔ میں پریشان تھا۔ اداس تھا۔ اپنی بدنصیبی کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

مس ہیوی شم نے نہ مجھے رقم دی تھی نہ اسٹیلا

مجھ سے محبت کی وجہ سے مل رہی تھی۔ بلکہ میں تو اس کی حفاظت پر مامور ایک شخص تھا بس اور کچھ نہیں۔ اس نے بڑی رقم کا بٹوا مجھے دیا۔ یہ خرچ کرو پپ شاندار زندگی گزارو۔ مگر میں نے کہا اصل چیز آپ کو محفوظ رکھنا ہے۔ میں قیدی کے بجائے کسان کے حلیے میں پہچانا نہیں جاوں گا۔ ان سب باتوں کی تصدیق کے لیے مسٹر جیگرز وکیل سے ملا۔ انہوں نے تصدیق کی ایبل میگوچ ہی میرا محسن تھا۔ میں نے میگوچ کے لئے کپڑوں وغیرہ کا بندوبست کیا مگر دل ٹوٹ چکا تھا۔ دل چاہتا تھا دور بہت دور بھاگ جاوں۔

میں نے ہربرٹ کی بات مان لی۔ میگوچ نے مجھے بتایا کہ بچپن میں بھوک کی وجہ سے روٹی چوری کی۔ جو کام بھی ملتا کر لیتا۔ کام نہ ملتا تو چوری کر لیتا۔ کئی مرتبہ جیل بھیجا گیا۔ مختلف علاقوں میں سزا پوری کرنے گیا۔ بیس سال پہلے ایک شخص کمپیسن سے ملا۔ وہی جس سے میں دلدل میں لڑ رہا تھا۔ اب بھی وہ مجھے ملے گا تو اسے قتل کر دوں گا۔ اس نے مجھے چوری کے پیشے میں لگایا۔ خود عقل مندی کی وجہ سے ہمیشہ بچ نکلا اور میں ہمیشہ جیل گیا۔ پیسے وہ خود رکھتا اور مجھے قرض دیتا۔ سید عرفان علی ڈوٹ کوم مقروض ہونے کی وجہ سے اسے چھوڑ بھی نہیں سکتا تھا۔ اگرچہ وہ عمر میں بھی مجھ سے کم تھا پڑھا لکھا لگتا تھا بہت چالاک تھا۔ اس لیے ہمیشہ بچ نکلتا۔ ایک مرتبہ پکڑے گئے تو اسے سات سال اور مجھے چودہ سال کی جیل ہوئی۔ میں نے انتقام کے طور پر اسے قتل کرنا چاہا۔ مارا بھی اور پھر جہاز سے فرار ہوا جہاں سے قبرستان میں تم نے میری مدد کی۔ مجھے انصاف کبھی نہ ملا اور آسٹریلیا بھیج دیا گیا۔ ہربرٹ نے کچھ لکھا اور کاغذ مجھے دیا۔ لکھا تھا مس ہیوی شم سے جس نے فراڈ کیا وہ کمپیسن ہی ہے۔ اگر اسے علم ہو جاتا کہ میگوچ یہاں ہے تو وہ کس قدر خرابی پیدا کر سکتا ہے اور ایسا ہی ہوا۔ ویمک نے بتایا کہ اس کے ایک مخبر نے اطلاع دی ہے کہ کمپیسن نامی ایک شخص یہ افواہ پھیلا رہا ہے

کہ آسٹریلیا سے ایک مجرم یہاں آگیا ہے اور جلد ہی اسے گرفتار کر لیا جائے گا۔ مسٹر جیگرز آپ کی طرح یہ خواہش رکھتے ہیں کہ وہ قیدی نہ پکڑا جائے اور آپ بھی اس کی وجہ سے مشکل میں نہ پڑیں۔ اس لئے اسے خاموشی سے دریا کے قریب ایک گھر میں پہنچا دیا گیا ہے۔ میں نے کہا کہ اسے یہاں سے چلے جانا چاہیے اور میں اس کے ساتھ دوسرے ملک جاؤں گا۔ بالکل درست۔ ویمک بولا مگر جیگرز صاحب خود بتائیں گے کہ آپ نے کب روانہ ہونا ہے۔ کمپیسن لندن میں ہے ورنہ وہ اسے قتل کئے بغیر یہاں سے نہیں جائے گا۔ ہربرٹ کی منگیتر بھی دریا کے کنارے اپنے بوڑھے باپ کے ساتھ رہتی تھی۔ فیصلہ کیا کہ منگیتر کے گھر سے میگو یچ کو کسی بحری جہاز کے ذریعے دوسرے ملک پہنچا دینا چاہیے۔ میگو یچ سے ملا جو میرے ہاتھ کو محبت سے پکڑ کر بیٹھا رہا۔ وہ میری ہر بات مان رہا تھا۔ جیگرز

نے قتل کیا تھا۔ جیگرز نے اسے بچا لیا۔ کہتے ہیں کہ غصے میں اسنے اپنی بچی کو بھی مار دیا تھا۔ سفر سے پہلے مس ہیوی شم سے ملنے گیا۔ راستے میں سوچ رہا تھا کہ مولی جو خانہ بدوشوں سے تعلق رکھتی ہے جب اس نے دیکھا کہ شوہر کے دوسری عورت سے تعلقات ہیں تو اسے مار دیا۔ لیکن اپنی بچی کو نہ مارا ہو گا اور جیگرز نے اسے محفوظ جگہ پر پہنچا دیا ہو گا۔ کس قدر خوبصورت آنکھیں تھیں اسٹیلا کی۔ جو اپنی ماں پر گئی تھیں۔ میں ان آنکھوں کو کہاں بھول سکتا تھا۔ اسٹیلا پہلے ہی مجھے بتا چکی تھی کہ وہ ایک امیر آدمی سے شادی کرنے والی ہے۔ میں یہ خبر نہیں سننا چاہتا تھا اس لیے اخبارات نہ پڑھتا۔ مگر مس ہیوی شم نے مجھے شادی کے بارے میں بتایا اور رونے لگی۔ میں بھی اپنا چہرہ ہاتھوں سے ڈھانپ کر رونے لگا۔ آج میرا دل ویسے ہی ٹوٹا تھا جیسے برسوں پہلے مس ہیوی شم کا۔ پپ معاف کر دو تمہارا درد میں محسوس کر سکتی ہوں۔ یہ میں نے بہت سال پہلے محسوس کیا تھا۔ میں تمہارے لیے کیا کروں۔ میرے کہنے پر ہربرٹ کی انہوں نے مدد کی۔ انہیں یاد تھا کہ ہربرٹ کے والد نے انہیں غلطی کرنے سے منع کیا تھا۔ وہ بولی اسٹیلا کو میں نے اس لئے سخت دل بنا دیا کہ میری طرح تکلیف نہ اٹھائے۔ مگر وہ بڑی ہوئی حسین ہوئی شادی کر لی اور مجھے اکیلا چھوڑ دیا۔ میں نے اسٹیلا کے بارے میں پوچھا۔ مس ہیوی شم بتانے لگی یہ بچی مسٹر جیگرز نے مجھے دی تھی۔ ایک سال کی عمر سے میں نے پرورش کی۔

واپسی پر مس ہیوی شم کی چیخیں سنیں۔ ان کے شادی کے لباس میں آگ لگی ہوئی تھی۔
میں نے ملازموں کے ساتھ آگ بجھائی۔ وہ بے ہوش تھیں اور میرے ہاتھ زخمی۔ چند دن اسی وجہ سے صحت خراب رہی۔ پھر پتہ چلا کہ ہماری نگرانی ہو رہی ہے اور جلد از جلد میگو یچ کو نکالنا ہے۔
میگو یچ کو فکر تھی کہ میں اس کی وجہ سے پریشان ہوں۔ اس نے بتایا کہ اسکی خانہ بدوش عورت سے شادی ہوئی تھی مگر اس نے غلط

شادی نہ ہونے دی۔ میں جان چکا تھا کہ مولی اسٹیلا کی ماں ہے اور ایبل میگو یچ اس کا باپ مگر بتانے کا کیا فائدہ۔ یہ بھی حیرانی کی بات تھی کہ مس ہیوی شم
کا منگیتر کمپیسن تھا۔ میگو یچ کا دشمن۔ ایک طرف ملک سے باہر جانے کے منصوبے بنا رہا تھا دوسری طرف ایک خط ملا جس میں مجھے ایک سنسان جگہ پر بلایا گیا تھا۔ میگو یچ سے متعلق کچھ چیزیں دینے کا کہا گیا۔ میں خاموشی سے وہاں گیا تو اورلک نے مجھے پکڑ لیا۔ اسے غصہ تھا کہ میں اس کے اور بی ڈی کے درمیان آیا۔ مجھے قتل کرنے والا ہی تھا کہ ہربرٹ
دوستوں کے ساتھ وہاں آگیا۔ میری جان بچائی۔ اورلک بھاگ گیا۔ واپس لندن آئے۔ کشتی میں میگو یچ کو لے کر سفر شروع کیا۔ بحری جہاز نے یہاں سے گزرنا تھا۔ میگو یچ خوش تھا کہ میں اس کے ساتھ ہوں۔ بہت دیر بعد ایک جہاز آتا دکھائی دیا۔ مگر ایک کشتی بھی ساحل کی جانب سے آرہی تھی۔ جہاز اور کشتی قریب پہنچے۔ کشتی میں سے آواز آئی ایک مجرم میگو یچ نامی تمہارے ساتھ ہے وہ ہمارے حوالے کر دو۔ جہاز پوری رفتار سے ہماری طرف بڑھا۔ کشتی پانی کی موجوں سے اچھل رہی تھی۔ میگو یچ نے دوسری کشتی پر چھلانگ مار کر اس میں موجود اپنے دشمن کمپیسن کو پکڑ لیا۔ لڑائی شروع ہوئی اور کمپیسن پانی میں گر گیا۔ ہماری کشتی میں بھی پانی بھر رہا تھا۔ میں پانی میں گرا کسی نے ہاتھ پکڑ کر بچایا اور دوسری کشتی میں کھینچ لیا۔ میرے ساتھی وہاں موجود تھے مگر میگو یچ اور کمپیسن پانی میں غائب ہو چکے تھے۔ کچھ دیر بعد میگو یچ خراب حالت میں اوپر آگیا۔ جسے کشتی میں لا کر گرفتار کر لیا گیا۔ کمپیسن

ڈوب چکا تھا۔ میگوبچ کا سر جہاز سے ٹکرانے کی وجہ سے سخت زخمی تھا۔ میں پریشان تھا کہ اب وہ دوبارہ جیل میں چلا جائے گا۔ مگر وہ خوش تھا کہ o میں باعزت زندگی گزاروں گا۔ وہ رو رہا تھا خوش بھی تھا کہ اس کی دولت میرے پاس آجائے گی۔

مگر وہ تو حکومت نے قبضے میں لے لینی تھی۔ اسے یہ نہ بتایا تھا تاکہ وہ آخری وقت خوشی سے گزار سکے۔

ہربرٹ قاہرہ چلا گیا اور مجھے بھی وہاں نوکری کرنے کی دعوت دی۔

میگوبچ بے حد بیمار تھا۔ مقدمہ چلا مگر ایک روز اس نے مضبوطی سے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔

وہ خوش تھا کہ اس کا بیٹا یعنی میں اس کے قریب ہوں۔ ایک وقت تھا جب میں اسے دیکھ کر منہ بنا لیتا تھا مگر اب سچی خوشی محسوس کرتا۔

1	A Christmas Carol	کرسمس کیرل
	A Christmas Carol	کرسمس کیرل (عیدورژن)
2	Oliver Twist	آلیور ٹوئسٹ
3	Great Expectations	گریٹ ایکس پیک ٹیشنز
4	David Copperfield	ڈیوڈ کوپر فیلڈ
5	A Tale of Two Cities	آ ٹیل آف ٹو سٹیز
6	Bleak House	بلیک ہائوس
7	Pickwick Club	پک وک پیپرز
8	Nicholas Nickleby	نکولس نکل بی
9	Little Dorrit	لٹل ڈورٹ
10	Hard times	ہارڈ ٹائمز
11	Old Curiosity Shop	اولڈ کیوریوسٹیز شاپ
12	Dombey and Son	ڈومبے اینڈ سنز
13	Martin Chuzzlewit	مارٹن چازل وٹ
14	Our Mutual Friend	آور میوچل فرینڈز
15	The Mystery of Edwin Drood	مسٹری آف ایڈون ڈروڈ
16	Barnaby Rudge	بارنے بی رج
18	The Chimes	چائمز
19	Cricket on the Hearth	کرکٹ آن دی ہرتھ
20	Haunted Man and the Ghost's Bargain	ہانٹڈ مین اینڈ گھوسٹ بارگین

چارلس ڈکنز

تمام عظیم ناولز

اردو آڈیو اور ٹیکسٹ

ٹامس ہارڈی

کی تمام شاہکار کتب

آڈیو اور ٹیکسٹ

اتیچ جی ویلز کے بہترین ناولز اردو آڈیو اور ٹیکسٹ

ٹائم مشین

وار آف دی ورلڈ

فرسٹ مین ان دی مون

کنٹری آف دی بلائنڈ

ان ویزی بل مین

آئی لینڈ آف ڈاکٹر مورو

آل ابروڈ فار ارورات

اناڑی بھوت

سید عرفان علی

بنتی بکھرتی امیدیں

اس کتاب کی آڈیو بک ڈائون لوڈ کریں

دنیا کی بہترین کتب کے تراجم آڈیو اور ٹیکسٹ ڈاؤن لوڈ کریں

www.server555.com
www.SyedIrfanAli.com